HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 2 (Jan-Mar 2025)

اسلامی علمیات کے تناظر میں علامہ دمیری کی حیاۃ الحیوان الکبریٰ کا تحقیقی مطالعہ

A Scholarly Study of Al-Damiri's Ḥayāt al-Ḥayawān al-Kubrā in the Perspective of Islamic Epistemology

Hafiz Bilal Ahmad
PhD Scholar, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur

Dr. Abdul Ghaffar
Professor, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur

Abstract

Al-Damīrī's Ḥayāt al-Ḥayawān al-Kubrā stands as one of the most distinguished encyclopedic works of the Islamic intellectual tradition. Composed in the 8th century Hijrī, it represents a unique synthesis of science, theology, literature, and jurisprudence. Al-Damīrī, a distinguished Shāfiʿī jurist and scholar of linguistics and medicine, compiled this monumental text as both a scientific reference and a moral discourse. Arranged alphabetically, the work documents approximately 931 animals, discussing their linguistic meanings, physical traits, symbolic connotations, Qur'ānic and Hadith references, and the related legal rulings regarding their use and consumption. Drawing upon earlier authorities such as al-Jāḥiẓ, al-Qazwīnī, and Ibn Sīnā, Al-Damīrī's work surpasses its predecessors through its comprehensive structure and integration of ethical reflection. His approach embodies the epistemic harmony of Islamic scholarship—merging reason, revelation, and empirical observation. The book's style is multifaceted, blending scientific notes, linguistic inquiry, poetry, anecdotes, dream interpretations, and medical insights, making it an exceptional example of medieval Muslim interdisciplinarity. While some later critics, including Mullā Kātip Çelebi, viewed it as an uneven compilation, its encyclopedic richness remains invaluable for understanding Islamic perspectives on nature, morality, and creation. Beyond zoological knowledge, Ḥayāt al-Ḥayawān al-Kubrā reveals how Islamic epistemology linked knowledge of the natural world with faith, ethics, and social responsibility. In essence, Al-Damīrī's masterpiece reflects the profound integration of science and spirituality in the Islamic worldview, demonstrating that the study of creation is itself a path to comprehending the Creator.

Keywords: Al-Damīrī, Ḥayāt al-Ḥayawān al-Kubrā, Islamic epistemology, zoological encyclopedia, Islamic scholarship, science and faith integration

تمہید

اسلامی تہذیب و تمدن کی تاریخ میں علم و تحقیق کے بے شمار شعبے ایسے ہیں جن میں مسلمانوں نے اپنی علمی بصیرت، مشاہداتی صلاحیت اور دینی بصیرت کے ذریعے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ انہی میں سے ایک اہم میدان علم الحیوانات ہے، جس میں مسلمان علماء نے صرف حیوانات کی جسمانی ساخت اور طبّی افادیت ہی پر گفتگو نہیں کی بلکہ ان کے وجود کو خالقِ کائنات کی قدرت، حکمت اور تخلیقی نظام کی علامت کے طور پر پیش کیا۔ اسی علمی روایت کا درخشاں نمونہ علامہ کمال الدین دمیریؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف حیاۃ الحیوان الکبریٰ ہے، جو اسلامی علمی ورثے کا ایک انسائیکلوپیڈک شاہکار تصور کی جاتی ہے۔ یہ کتاب محض حیوانات کی لغوی یا سائنسی معلومات تک محدود نہیں بلکہ قرآن، حدیث، فقہ، ادب، طب، اور اخلاقیات کے حوالوں سے ایک جامع اور ہمہ جہتی علمی منظر نامہ پیش

CC BY

کرتی ہے۔ زیر نظر مقالہ اسی تناظر میں حیاۃ الحیوان الکبریٰ کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ اسلامی علمیات کے زاویے سے اس کے فکری، سائنسی، اخلاقی اور تہذیبی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاسکے، اور یہ دکھایا جاسکے کہ علامہ دمیریؒ کا یہ کارنامہ کس طرح علم، ایمان اور تحقیق کے امتزاج کی زندہ مثال ہے۔

آپ کا اسم گرامی کمال الدین محمد، کنیت ابو البقاء، والد کا نام موسیٰ بن عیسیٰ ہے۔ شجرہ نسب یوں ہے:۔ کمال الدین محمد بن موسیٰ بن عیسی بن علی الدمیری المصری۔ حافظ سخاوی لکھتے ہیں کہ ان کا پہلے نام کمال الدین تھا۔ بعد میں نام کمال الدین محمد رکھا۔ اور خود یہ اپنی کتابوں میں اسی طرح لکھتے رہے تاکہ حضور ﷺ کے نام کے ساتھ بطور برکت انتساب ہو جائے۔([1]) حافظ سخاوی کے مطابق ان کی پیدائش قاہرہ میں ۷۴۲ھ میں ہوئی([2]) جب کہ ابن شبہ اپنی طبقات میں رقمطراز ہیں" ولد في حدود الخمسين " کہ ان کی ولادت ۷۵۰ھ میں ہوئی۔([3])

آپ مصر کے ایک گاؤں دمیرۃ میں پیدا ہوئے جو دمیات، مصر کے اضلاع میں سے ایک ہے۔ اسی دمیرۃ کی طرف منسوب ہو کر دمیری مشہور ہوئے۔ دمیرۃ کو بعض لوگ دال اور میم دونوں پر کسرہ پڑھتے ہیں اس طرح دِمیری پڑھا جائے گا۔ اسی طرح بعض تذکرہ نویس دال پر فتح اور میم پر کسرہ پڑھتے ہیں اس طرح دَمیری پڑھا جائے گا۔([4]) آپ نے اپنا بچپن اپنے آبائی شہر قاہرہ میں ہی گزارا اور یہیں پلے بڑھے۔ ابتدائی تعلیم قاہرہ سے ہی حاصل کی۔ ابتدائی زندگی میں ذریعہ معاش کے لیے درزی کا کام بھی سیکھا اور کئی سال تک یہی کام کرتے رہے۔ آپ کو جن علم و فن کی اہمیت معلوم ہوئی تو جامعہ الازہر قاہرہ میں تعلیم کے لیے وقف کر دیا۔ پھر یہ شوق بڑھا تو سرزمین حجاز تشریف لے گئے، آپ نے وہاں مکہ و مدینہ کے نامور علما سے علم حاصل کیا۔([5]) تذکرہ نویسوں نے لکھا کہ ہے کہ یہ پہلے شافعی تھے، پھر انھوں نے مالکی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ لیکن حیاۃ الحیوان میں جانوروں کے شرعی احکامات کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شافعی المذہب تھے۔ چناں چہ کئی جگہ انھوں نے شافعی مذہب کی تفصیل اور ترجیح بیان کی ہے

مسلمانوں میں سب سے پہلے حیوان شناسی کو جس شخص نے موضوع بحث بنایا وہ ابو عبیدہ معمر بن مثنی (۷۲۸۔۸۲۴ء) ہیں۔ انھوں نے حیوانیات کے موضوع پر ایک سو کتابیں تحریر کی ہیں، جن میں سے پچاس صرف گھوڑے پر ہیں۔ ابو عبیدہ نے مختلف قسم کے حیوانوں، گھوڑوں، اونٹوں، سانپوں، بچھوؤں وغیرہ پر کتابیں قلمبند کیں ان میں طبقات الفرسان، کتاب الفرس، کتاب الخیل، کتاب الحیات، اور کتاب العقارب کے نام شامل ہیں۔ ابتدائی دور کے ماہر حیوان شناس عبدالملک اصمعی (۷۴۱۔۸۳۱ء) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے ماہر حیاتیات گزرے ہیں۔ انھوں نے حیوانات اور نباتات کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں، جن میں کتاب الخیل، کتاب الابل، کتاب الوحوش، کتاب الشاۃ اور کتاب الخلق الانسان معروف ہیں۔ ان کے بعد مسلمانوں میں ماہر حیاتیات کی حیثیت سے جاحظ بصری اپنی تصنیف کتاب الحیوان کی بنا پر پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ انھوں نے اس کتاب میں تین سو پچاس حیوانات کے متعلق اپنی تفصیلی معلومات درج کی ہیں۔ کتاب میں دوڑنے والے، رینگنے والے، اڑنے والے، تیرنے والے جانوروں کے بارے میں بڑی کارآمد تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ حیوانوں اور جانوروں کے عادات، ان کے خورد و نوش اور ان کے فوائد کے بارے میں مصنف نے بعض ایسی چیزیں بیان کی ہیں، جو اور کسی کتاب میں دستیاب نہیں ہیں۔ جاحظ نے ارسطو کی تصنیف Historia Animalium کا مطالعہ کر کے اس سے استفادہ کیا ہے، مگر بعض اوقات وہ ارسطو پر بہت سخت تنقید کرتے ہیں۔ کتاب کے مطالعے سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ انھوں نے ارسطو سے زیادہ اپنی تحقیقات پر اعتماد کیا ہے۔ انھیں تحقیقات کی بنا پر مصنف دنیا کے مشہور حیوان شناسوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جاحظ پہلے مصنف ہیں جنھوں نے پرندوں کی نقل مکانی کا مشاہدہ کیا اور اپنی کتاب میں اس پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ انھوں نے جانوروں کے گوبر یا فضلے سے نوشادر حاصل کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔ فلپ کے ہٹی جاحظ کی کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

The work in which the author quotes Aristotle contains germs of later theories of evolution, adaptation and animal psychology. Al-Jhiz knew how to obtain ammonia from animal offal by dry distillation.

اس تصنیف جس میں مصنف نے ارسطو کا حوالہ دیا ہے میں ارتقاء، حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت اور حیوانوں کی نفسیات سے متعلق وہ نظریات ملتے ہیں جو بعد زمانے کے انکشافات سمجھے جاتے ہیں۔ جاحظ اس بات سے آگاہ تھے کہ جانوروں کے فضلے سے کس طرح خشک طریقۂ کشید سے امونیا (نوشادر) کی گیس حاصل کی جاتی ہے۔ مغربی ماہرین حیاتیات جاحظ کو عظیم حیوان شناس مانتے ہیں۔ بعض علمائے مغرب نے انھیں ارسطو کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ یہ کتاب اس وقت تک کی یونانی، ایرانی، شامی اور ہندوستانی حیاتیاتی معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے لیکن اس کا اولین ماخذ خود عربوں کا علم حیوانیات ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

Of the Arab biologists Al-jahiz, who died about 868 is particularly noteworthy. Among his biological writings is Kitab-al-Haywan (Book of Animals) which although revealing some Greek influence is primarily an Arabic work.([6])

عرب ماہرین حیاتیات میں جاحظ (المتوفی ۸۶۸) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کی حیاتیاتی تصانیف میں کتاب الحیوان معروف ہے، جس میں اگرچہ کسی حد تک یونانی اثر ہے مگر بنیادی طور پر وہ ایک عربی تصنیف ہے۔

حیوانیات کا موضوع رسائل اخوان الصفا میں بھی زیر بحث آیا ہے۔ اخوان الصفا نے رسائل میں حیوانات کی درجہ بندی کر کے اس علم کو آگے بڑھایا، انھوں نے حیوانات کو مکمل اور نا

CC BY

مکمل خانوں میں تقسیم کر کے ان کی ذیلی درجہ بندی کی۔ نیز انھوں نے جانوروں کی پیدائش، نشو و نما اور ان کی جسمانی ساخت پر بھی بحث کی ہے۔ اخوان الصفا کے مطابق اس کے لحاظ سے حیوانوں میں فرق ہوتا ہے، بعض حیوانوں کے پاس ایک حس، بعض کے پاس دو حواس اور بعض جانور تین یا چار خواس کے مالک ہوتے ہیں۔

مفکرین اسلام میں کندی نے حیوانیات کے موضوع پر کئی رسالے تصنیف کیے ہیں۔ جن میں رسالہ في الطائر الانسی، رسالہ في تصریح الحمام، رسالہ في النحل، رسالہ في الحشرات اور کتاب في الخیل والبیطرۃ کے نام آتے ہیں۔ ان کے بعد فارابی نے علم حیاتیات کو طبیعیات میں شمار کر کے اس کی سائنسی اہمیت اجاگر کی۔ ابن سینا (۹۸۰۔۱۰۳۷ء) نے حیوانیات کے موضوع پر الگ سے کوئی کتاب نہیں لکھی مگر ان کی تصنیف کتاب الشفا میں حیوانوں کی نفسیات پر بڑی اچھی بحث کی گئی ہے۔ ان کے معاصر ابن مسکویہ (۹۳۲۔۱۰۳۰ء) نے ارتقاء کا نظریہ پیش کرتے ہوئے حیوانات کو مختلف درجوں میں تقسیم کیا ہے۔

اسپین کے مفکروں میں سے ابن باجہ (۱۰۸۵۔۱۱۳۸ء) نے حیوانیات کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ ان کے بعد ابن رشد (۱۱۲۶۔۱۱۹۸ء) نے ارسطو کی دو کتابوں کی شرح لکھی، یہ دونوں کتابیں حیوانات کے اعضاء اور ان کی پیدائش سے متعلق تھیں۔ حیوانیات کے موضوع پر ابوالقاسم مسلمہ الجریطی (۱۰۰۷۔۱۰۶۴ء) نے بھی نسل الحیوان کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی ہے۔ حیوانیات کے موضوع پر ادیبوں اور سیاحوں یا ملاحوں نے بھی معلومات فراہم کی ہیں۔ مشہور ادیب ابن قتیبہ الدینوری (۸۲۸۔۸۸۹ء) نے عیون الاخبار میں حیوانیات کے بارے میں قابل ذکر مواد فراہم کیا ہے۔

چھٹی صدی ہجری کے ربع اول میں شرف الزمان الطاہر المروزی (۱۰۵۶۔۱۱۲۴ء) نے طبائع الحیوان تصنیف کی جو حیوانیات کے موضوع پر ایک اہم کتاب شمار ہوتی ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے ماہرین حیاتیات میں زکریا ابن محمد القزوینی (۱۲۰۳۔۱۲۸۳ء) مشہور ہیں۔ ان کی تصنیف عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات حیوان شناسی کے موضوع پر عمدہ تصنیف مانی جاتی ہے۔ مصنف نے اس میں ایک سو تیس حیوانوں کا تذکرہ کیا ہے۔ تقریباً اسی زمانے میں مشہور جغرافیہ داں اور مؤرخ شمس الدین الدمشقی (۱۲۵۶۔۱۳۲۷ء) نے نخبۃ الدھر في عجائب البر والبحر تصنیف کی، جس میں انھوں نے ایشیا اور افریقہ کے سمندری اور دریائی جانوروں کے بارے میں معلومات دی ہیں۔ اسی زمانے میں نور الدین محمد عوفی (۱۱۷۱۔۱۲۴۲ء) نے جامع الحکایات تحریر کی، جس میں انھوں نے چار ابواب میں حیوانیات پر روشنی ڈالی ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کی حیاتیاتی تصنیف میں حمد اللہ مستوفی القزوینی (۱۲۸۱۔۱۳۳۹ء) کی کتاب نزھت القلوب مشہور ہے۔ اس میں حیوانات کو مختلف طبقوں اور ذیلی گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب میں دو سو اٹھائیس جانوروں کا ذکر آیا ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں محمد بن موسیٰ بن عیسی بن علی الدمیری (۱۳۴۱۔۱۴۰۵ء) نے حیاۃ الحیوان کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔ یہ کتاب حیوان شناسی کے موضوع پر مسلمانوں کی سب سے اہم کتاب مانی جاتی ہے، حیاۃ الحیوان حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہے اور اس میں نو سو اکتیس جانوروں کے نام، عادات، غذائی اہمیت، حلت و حرمت، طبّی افادیت، خواص اور دوسری چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مقصد تصنیف

اگر کوئی تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم اٹھاتا ہے تو رہتی دنیا تک اس کے نقوش باقی رہتے ہیں، اس کا ذکر جمیل رہتا ہے۔ آنے والی نسلیں کتابی شاگرد بن جاتی ہیں۔ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لیے علامہ کمال الدین دمیریؒ نے جہاں علوم سے طلباء کو مستفید فرمایا۔ خلق خدا کو فیض یاب کیا وہیں آپ نے قلم وقرطاس سے مستقبل میں لوگوں کو کتابی شاگرد بننے کا سنہری موقع دیا۔ آپ کی تصانیف کا دائرہ وسیع ہے۔ بعض زیور طبع سے آراستہ ہو کر شہرت عام حاصل کر چکی ہیں اور بعض مخطوطے سے آگے نہیں بڑھ سکیں۔ جہاں تک سراغ لگا ہے مشہور تصانیف یہ ہیں:۔

الدیباجۃ في شرح السنن للامام ابن ماجۃ

یہ ابن ماجہ کی شرح پانچ جلدوں میں تحریر فرمائی ہے۔ مسودہ تیار کرنے کے بعد بعض حصے کی تبییض وترتیب بھی عمل میں آئی لیکن تکمیل کرنے سے پہلے ہی آپ وفات پاگئے۔ (7) ابن حجر بھی یہی بات لکھتے ہیں کہ: "وشرع في شرح ابن ماجه، فكتب مسودته وبيض بعضه" (8)

النجم الوھاج في شرح المنھاج

اس کتاب میں استاذ سبکیؒ اور سنویؒ کے علوم کو مختصر کر کے پانچ جلدوں میں پیش کیا ہے۔ 'نعمات نكمت بديعه' کے عنوان سے فوائد تحریر کئے ہیں۔ اس کی ترتیب سے ۷۸۶ھ میں فراغت ملی۔ لیکن مولانا عبدالحئ لکھنوی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب تفقہ سے خالی ہے۔

۳۔ **الجوھر الفرید في علم التوحید**

اس کتاب میں توحید کے موضوع پر متکلمانہ کلام کیا گیا ہے۔ اس کا تذکرہ خود حیات الحیوان ج ا میں ہے۔

۴۔ **ارجوزۃ طویلۃ**

فقہ کے مسائل میں ایک "ارجوزة طويلة" نظم کیا ہے جس میں فقہ کے نادر مسائل سپرد قلم کر دیئے۔

۵۔ **حیوۃ الحیوان الکبری**

اس کتاب نے تمام تصانیف میں شہرت عام حاصل کی ہے۔ دراصل یہ کتاب حیوانات کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس میں بترتیب حروف تہجی حسب معلومات اکثر جانوروں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ کتاب کی خصوصیات یہ ہیں:۔ جانوروں سے متعلق معلومات اس طرح جمع کی ہیں کہ پہلے لغوی حل، جانوروں کے نام اور کنیتیں، خصوصیات وعادات، احادیث میں ان کا تذکرہ شرعی حلت و حرمت، ضرب الامثال، طبّی فوائد، خواب میں تعبیر، ذیل میں تاریخی واقعات، اشعار اور منظوم کلام، گاہے بگاہے اوراد و وظائف تعویذ و عملیات و دیگر فوائد حسنہ زیب قرطاس ہیں۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ اس میں تقریباً پانچ سو ساٹھ عنوانات سے جانوروں کا تذکرہ اور ایک سو ننانوے دواوین شعراء عرب کے اشعار وابیات ہیں۔(9) آپ مزید لکھتے ہیں کہ جو شخص بھی حیات الحیوان الکبریٰ کا مطالعہ کرے گا۔ مصنف کی تبحر علمی کا قائل ہو جائے گا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف کی تبحر علمی ، وسعت معلومات خاص طور پر علم حیوانات سے دلچسپی کا ثبوت ملتا ہے۔ کتاب کی ترتیب و تبییض سے فراغت رجب ۷۷۳ھ میں ہوئی۔ مؤرخ ابوالفلاح عبدالحی بن عماد حنبلیؒ (متوفی ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں۔ مصنف کی یہ کتابیں تین ہیں۔

(۱) کبریٰ (۲) وسطیٰ (۳) صغریٰ

آپ مزید لکھتے ہیں کہ حیات الحیوان الکبری میں ہر فن کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ وسطی میں خارجی باتوں کو ترک کر دیا گیا ہے اور صغریٰ میں صرف جانوروں سے متعلق مفید معلومات کی تلخیص کی گئی ہے۔(10) حیواۃ الحیوان الکبری کی مقبولیت یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ علماء وفضلاء نے مندرجہ ذیل تلخیصات مختصرات کی ہیں:۔

عین الحیوۃ: ملا کاتب چلپی کے قول کے مطابق یہ حیات الحیوان کبری کی تلخیص ہے جسے شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن دمامینی (متوفی ۸۲۸ھ) نے مرتب کی۔(11)

صاحب نزہتہ الخواطر حکیم سید عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ دمامینی ۸۰۰ھ میں گجرات تشریف لائے۔ برسہابرس احمد آباد میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ آخر کار انہوں نے حیات الحیوان کبری کی تلخیص کر کے ہندوستان کے بادشاہ امیر احمد شاہ اول بانی احمد آباد (جو شاہ مظفر خان کے پوتے فرمانروائے گجرات تھے) کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر انہی کے نام سے معنون کر دیا۔ چنانچہ عین الحیوۃ کے قلمی نسخے برلن وغیرہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ دمامینی ۸۲۳ھ میں تلخیص سے فارغ ہو گئے تھے۔(12) بعض اہل علم دمامینی کا نام بجائے شمس الدین کے بدرالدین بتاتے ہیں۔

مختصر للشیخ عمر بن یونس بن عمر الحنفی: اختصار کے ساتھ طبّی فوائد لغوی معانی کا اضافہ کیا گیا جس سے کتاب کی افادیت دو بالا ہو گئی۔

مختصر للشیخ تقی الدین بن محمد بن احمد الفاسی (متوفی ۱۳۲)

اہل علم نے اس تلخیص کی بہت تعریف کی ہے اور قابل مطالعہ گردانا ہے۔ چنانچہ سخاوی لکھتے ہیں۔" مجھے ان کی مختصر بہت پسند آئی۔" الفاسی نے یہ تلخیص مکہ مکرمہ میں کی۔" (13)

طبیب الحیاۃ : یہ تلخیص قاضی جمال الدین محمد بن علی بن محمد شیبی مکی (متوفی ۷۸۳ھ) کی طرف منسوب ہے۔ فوائد کا اضافہ بھی دیا گیا ہے۔

دیوان الحیوان: یہ اختصار شیخ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے مرتب کیا۔ اس میں صرف زوائد کو حذف کر دیا گیا ہے۔

ذیل الحیوان: یہ تلخیص بھی شیخ سیوطی کی جانب منسوب ہے۔ لیکن اس کا امتیاز یہ ہے کہ زوائد کو حذف کرنے کے بعد فوائد کا اضافہ، دیگر عربی لغات سے مدد لے کر بعض حیوانات کا مزید تذکرہ اس کے ساتھ اضافہ کو "قلت" میں نے کہا) سے ممتاز کر دیا گیا ہے۔ ترتیب وتزئین سے فراغت ۹۰۱ھ میں ہوئی۔

بھجۃ الانسان فی لہجۃ الحیوان: اس مختصر کی کتاب ملا علی قاری نزیل مکہ (متوفی ۱۰۱۲ھ) نے مکہ مکرمہ ۱۰۰۳ھ میں کی۔(14)

زمانہ قدیم میں اس علم کی ترویج مصنف کے دور سے پہلے زمانہ قدیم میں اس علم سے دل چسپی کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ اس فن میں بہت سی کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں مشہور یہ ہیں:۔

الحیوان الکبیر: یہ کتاب ابن بختیشوع نے قبل مسیح تالیف کی۔

کتاب الحیوان: یہ کتاب حکیم دیموقرانس نے لکھی۔ اس میں طبائع ومنافع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب الحیوان: اس کتاب کو امام فن شیخ ارسطو نے تالیف کیا جو انیس مقالات پر مشتمل ہے اور ابن بطریق نے یونانی زبان سے عربی میں منتقل کیا۔

کتاب فی لغت الحیوان الغیر الناطق : یہ بھی انہی کی تصنیف ہے۔ اس میں منافع ومضار کا بیان ملتا ہے۔

کتاب الحیوان: ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ بصری (متوفی ۲۵۵ھ) نے لکھی۔ یہ کتاب سلاست روانی اور ندرت بیان میں مشہور ہے۔ اس پر صفدی نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کتاب میں بھی زوائد اور لغو باتیں ہیں۔ ملا کاتب چلپی صفدی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ جاحظ اس فن کے عالم نہیں تھے بلکہ وہ تو فصاحت وبلاغت کے شیوخ میں ہیں۔

مختصر حیوان للجاحظ: یہ تلخیص شیخ ابوالقاسم ہبتہ اللہ (متوفی ۶۰۸ھ) نے ترتیب دی۔

مختصر الحیوان للجاحظ: یہ تلخیص واختصار امام موفق بغدادی کی ہے۔

کتاب الحیوان: اس کو امام ابن ابی اشعث نے تصنیف کیا ہے۔

CC BY

مختصر الحیوان لابن ابی الاشعث: اس کتاب کی بھی تلخیص موفق بغدادی نے کی ہے۔(حوالہ بالا)

تراجم حیواۃ الحیوان

حیات الحیوان کے تراجم اب تک متعدد زبانوں میں کتنے ہوئے یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ہندوستان میں یہ کتاب اس قدر مقبول عام رہی کہ بادشاہان وقت کے بھی زیر مطالعہ رہی۔ شہنشاہ جلال الدین اکبر کے حوالے سے تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ اُنھیں اس کتاب سے بڑی دلچسپی تھی۔نقیب خاں اس کو پڑھ کر سناتے اور معانی سمجھاتے تھے۔اس مشکل کو رفع کرنے کے لیے اکبر نے اس کے فارسی ترجمہ کا حکم دیا، جس کو ابوالفضل کے باپ شیخ مبارک نے 1575ء میں مکمل کیا۔([15])

حیات الحیوان کا فارسی ترجمہ مزید اضافہ کے ساتھ حکیم شاہ محمد قزوینی نے سلطان سلیم خان قدیم کے لیے لکھا۔ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن محدث دار العلوم دیوبند نے بھی کیا ہے۔غالباً یہی ترجمہ مطبع نول کشور لکھنو سے شائع ہوا ہے۔لیکن نایاب ہونے کی وجہ سے تلاش و جستجو کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکا۔

بجنور کے ایک صاحب جن کا نام عبد الخبیر تھا انہوں نے بھی ترجمہ کرنے کی سعی کی تھی۔یہ باقدعدہ فاضل تو نہیں تھے لیکن عربیت سے دل چسپی رکھتے تھے۔یہ بھی پورا نہیں ہو سکا۔وہ مخطوطہ ہی کی شکل میں ضائع ہو گیا۔اس ترجمہ کو دیکھنے کے لیے راقم مترجم نے بجنور کا سفر بھی کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ گم ہو گیا ہے۔بتایا جاتا ہے کہ یہ مترجم مولانا مرغوب الرحمن صاحب قاسمی ممبر شوری دار العلوم دیوبند کے قریبی رشتہ دار تھے۔یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ گہوارہ علم و فضل سرزمین دیوبند سے کسی زمانے میں حیات الحیوان کے ترجمہ کی قسط اول شائع ہوئی تھی لیکن یہ سلسلہ آگے نہیں بڑھ سکا۔مترجم کا نام مولانا عبد القدیر صاحب بتایا جاتا ہے۔سراغ لگایا گیا لیکن مترجم قسط نہیں مل سکی۔

ملا کاتب چلپی کا تبصرہ

ملا چلپی حیات الحیوان الکبری للدمیری کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ کتاب عجائب و غرائب اور خواص اشیاء میں مشہور و معروف ہے،اسی کے ساتھ رطب و یابس کا مجموعہ بھی،اس لیے کہ امام دمیری فقیہ اور فاضل آدمی تھے۔دینی علوم کے ماہر تھے لیکن اس میدان (علم الحیوان) کے آدمی نہیں تھے جس طرح کہ اس سے قبل امام جاحظ نے ایک کتاب الحیوان لکھی ہے وہ بھی فصاحت و بلاغت کے شہسوار معانی و بیان کے علمبردار اور علماء یکتائے روزگار میں سے تھے لیکن اس فن کے ماہر نہ تھے۔([16])

چلپی کہتے ہیں کہ کمال الدین دمیری نے کتاب "حیات الحیوان" اس مقصد سے لکھی ہے تاکہ مغلق الفاظ کی شرح پیچیدہ لفظوں کی تصحیح ہو جائے۔اس لیے کہ بعض عبارتیں دشوار ہوتی ہیں کہ لغات و معاجم بھی ان کا حل نہیں کر سکتے۔چنانچہ دمیری خود لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں معلق الفاظ کی دل نشین شرح اور تفصیل کر دی ہے تاکہ کتاب کے مطالعہ کے بعد پیچیدہ عبارتیں حل ہو جائیں۔ملا چلپی اپنے اس خیال کی تائید میں دمیری کی عبارت پیش کرتے ہیں جو مقدمہ میں ہے۔

هذا كتاب لم يسالني احد تصنيفه ولا كلفت القريحة تاليفه وانما دعاني الى ذلك انه وقع في بعض الدروس اللتي لا مخبأ فيها لعطر بعد عروس

اس کتاب کی تصنیف کے لیے کسی کا تقاضا ہیں اور نہ کسی دوست کی فرمائش پر لکھی گئی بلکہ بعض اسباق کی پیچیدگی اس کا باعث ہوئی اور یہ تقاضا اتنا بڑھا کہ اسے قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا جیسے دولہا دلہن کی کوششوں کی باس روکی نہیں جا سکتی۔([17])

پھر آخر میں مذکور ہے:۔

رتبته على حروف المعجم ليَسْهَلَ به من الاسماء ما استعجم

میں نے اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا تاکہ مشکل اور مغلق الفاظ آسان ہوں۔

حیواۃ الحیوان علماء دیوبند کی نظر میں

یہ کتاب اپنے فن میں اتنی مقبول ہوئی کہ اپنے اپنے دور میں اکابر علماء اس کا مطالعہ کرتا رہے۔متقدمین میں تو بے شمار ملتے ہیں اسی لیے اس کی اشاعت بھی زیادہ تھی۔لیکن اس علمی انحطاط کے دور میں بھی اس کے خوشہ چین کافی ہیں۔عربی زبان کے علاوہ انگریزی میں تو اس موضوع پر کتابیں آچکی ہیں۔یہ کتاب جامع اور عجیب و غریب اشیاء کا مرقع ہونے کی حیثیت سے علماء دیوبند کے لیے بھی سامان کشش رہی۔

حیواۃ الحیوان اور امام العصر علامہ کشمیری

چنانچہ امام العصر محدث بے مثال علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ اپنے درس میں اس کا حوالہ دیتے تھے۔کتاب کی مقبولیت کے لیے صرف امام العصر علامہ کشمیری کا درس میں حوالہ دینا کافی ہے۔امام العصر مولانا کشمیری نے اس کتاب سے اوراد و وظائف اور عملیات کو قلم بند کر کے مزید اضافہ کے ساتھ عربی زبان میں "خزائن الاسرار" کے نام سے تیار کیا۔مجلس علمی ڈابھیل نے اسے شائع بھی کر دیا ہے۔پھر انہی افادات کو اردو زبان میں گنجینہ اسرار" کے نام سے جدید ترتیب کے ساتھ دار العلوم دیوبند کے فاضل ڈاکٹر مظفر الحسن القاسمی نے طبع کرا کے عوام و خواص سے داد تحسین حاصل کی۔

حیاۃ الحیوان کے اقتصادی پہلو

1. حیاۃ الحیوان میں اقتصادی پہلو

علامہ دمیری نے حیوانات کے بارے میں محض ان کے نام، صفات، اور دینی حوالے پیش نہیں کیے، بلکہ یہ بھی واضح کیا کہ کس طرح یہ حیوانات انسانی معیشت کا اہم حصہ ہیں۔ بعض حیوانات تجارت، زراعت، خوراک، اور دوائیوں میں استعمال ہوتے ہیں، جس سے ان کے معاشی فوائد سامنے آتے ہیں۔

.2 حیوانات بطور ذریعہ معاش:

دمیری نے کئی ایسے حیوانات کا ذکر کیا ہے جو براہ راست انسان کی روزی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مثلاً:

اونٹ : عرب معاشرت میں اونٹ نہ صرف سواری کا ذریعہ تھا بلکہ تجارت، گوشت، دودھ اور کھال کی شکل میں بھی اقتصادی اہمیت رکھتا تھا۔[18]

گائے اور بکریاں : دودھ، گوشت، اور کھال کے لیے ان کا استعمال ایک مستقل اقتصادی شعبہ تھا۔

مکھی اور شہد کی مکھیاں : شہد کی پیداوار سے تجارت ہوتی تھی اور دمیری نے اس کے طبّی فوائد کے ساتھ تجارتی اہمیت بھی بیان کی۔

.3 حیوانات اور زراعت:

کتاب میں بیل، گدھے اور گھوڑے جیسے حیوانات کا ذکر ہے جو کھیتی باڑی، زمین کی جوتائی، پانی کھینچنے اور اجناس کی نقل و حمل میں استعمال ہوتے تھے، اور اس طرح زرعی معیشت میں ان کا اہم کردار تھا۔

.4 تجارتی فوائد:

"حیاۃ الحیوان" میں کچھ نایاب اور قیمتی جانوروں کا ذکر بھی ہے جن کی تجارت سے دولت حاصل کی جاتی تھی، جیسے باز، ہاتھی، شیر اور قیمتی پرندے۔ ان کا تذکرہ ان کی قیمت، شاہی تحائف اور شکار کے مقاصد سے کیا گیا ہے۔

.5 ادویات میں استعمال:

دمیری نے کئی حیوانات کے اجزاء سے بننے والی دواؤں کا ذکر کیا ہے، جو اس وقت کی طب میں استعمال ہوتی تھیں۔ ان کی بنیاد پر دواسازی اور ان کی فروخت بھی معیشت کا حصہ رہی ہے۔[19]

"حیاۃ الحیوان" نہ صرف ایک علمی اور دینی خزانہ ہے بلکہ اس میں انسانی زندگی کے معاشی پہلوؤں کی بھی جھلک ملتی ہے۔ دمیری کی یہ کتاب ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ اسلامی تہذیب میں حیوانات کو محض مخلوقِ خدا نہیں بلکہ انسانی فلاح اور معیشت کا لازمی جزو سمجھا جاتا تھا۔

خلاصہ:

"حیاۃ الحیوان" صرف حیوانات کا انسائیکلوپیڈیا نہیں بلکہ اسلامی فکر، علم و ادب، اور تمدن کا مظہر ہے۔
یہ کتاب اس بات کی عملی مثال ہے کہ اسلامی علماء نے سائنسی علوم کو مذہب کے تابع نہیں کیا بلکہ انہیں دین کے تناظر میں بہتر اور جامع بنایا۔
دمیریؒ نے حیوانات کو نہ صرف مخلوقِ خدا کے طور پر پیش کیا بلکہ ان کے ذریعے توحید، حکمتِ الٰہی اور اخلاقی تربیت کے دروس بھی دیے۔

"حیاۃ الحیوان الکبریٰ" علم و ادب، مذہب و سائنس، اور عقل و وجدان کے حسین امتزاج کی زندہ مثال ہے۔
دمیریؒ کا یہ کارنامہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلامی تہذیب میں علم محض مادی مفاد کے لیے نہیں بلکہ فہمِ کائنات اور معرفتِ خالق کے لیے حاصل کیا جاتا تھا۔

CC BY

[1] ۔السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمن، الضوءالامع، الجزءالعاشر، دار لجلیل، المکتبۃالاسکندریہ، بیروت، ۱۹۹۲، ج:۱۰، ص۵۹

[2] ۔السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمن، الضوءالامع، الجزءالعاشر، دار لجلیل، المکتبۃالاسکندریہ، بیروت، ۱۹۹۲، ج:۱۰، ص۵۹

[3] ۔ابن قاضی، تقی الدین، طبقات الشافعیۃ، ادارہ معارف الثمانیہ، ہند، ۱۹۷۸۹، ج:۳، ص۳۹۰

[4] ۔عبدالحي اللكنوي الهندي، محمد الفوائد البهية في تراجم الحنفية، شركة دار الارقم بن الارقم، بیروت، ۱۹۹۸، ص۳۳۳

[5] ۔علامہ کمال الدین الدمیری، حیات الحیوان، مترجم: مولانا محمد عباس فتح پوری، ادارہ اسلامیات انارکلی بازار لاہور، ۱۹۹۲ء، ۳۱، ج:۱، ص۳۷،

[6] ۔ https://www.britannica.com/science/biology/The-Arab-world-and-the-European-Middle-Ages

[7] ۔السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمن، الضوءالامع، الجزءالعاشر، دار لجلیل، المکتبۃالاسکندریہ، بیروت، ۱۹۹۲، ج:۱۰، ص۵۹

[8] ۔ابن حجر، انباءالغمر بأنباءالعمر، جلد۲، ص۳۴۸

[9] ۔حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ، کَشف الظُنُّون عَن اَسَامِی الکُتُب وَ الفُنُون، دارالفکر مصر ۲۰۰۷ء، جلداول، ص۵۳۳

[10] ۔الإمام شهاب الدين أبي الفلاح عبدالحي، شذرات الذہب، ج۷، ص۷۹

[11] ۔حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ، کَشف الظُنُّون عَن اَسَامِی الکُتُب وَ الفُنُون، دارالفکر مصر ۲۰۰۷ء، جلداول، ص۵۳۳

[12] ۔حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ، کَشف الظُنُّون عَن اَسَامِی الکُتُب وَ الفُنُون، دارالفکر مصر ۲۰۰۷ء، جلداول، ص۵۳۳

[13] ۔الضوءاللامع، ج:۱۰ ص۶۰

[14] ۔حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ، کَشف الظُنُّون عَن اَسَامِی الکُتُب وَ الفُنُون، دارالفکر مصر ۲۰۰۷ء، جلداول، ص۵۳۳

[15] ۔سید صباح الدین، بزم تیموریہ، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۹۷۳ء، ص۱۰۸

[16] ۔حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ، کَشف الظُنُّون عَن اَسَامِی الکُتُب وَ الفُنُون، دارالفکر مصر ۲۰۰۷ء، جلداول، ص۵۳۵

[17] ۔حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ، کَشف الظُنُّون عَن اَسَامِی الکُتُب وَ الفُنُون، دارالفکر مصر ۲۰۰۷ء، جلداول، ص۵۳۵

[18] دمیری، کمال الدین . حیاۃالحیوان الکبری . بیروت: دارالفکر، 1996ء۔

[19] حسن، عبدالحلیم. "الإفادۃالاقتصادیۃ من الحیوانات في التراث الإسلامی." مجلۃالتراث العربي, العدد57، دمشق، 2002ء۔